راشد الحق حقانی

عراق پر دوبارہ جنگ کے سائے اور عالم اسلام کی ذمہ داری

جب سے سویت یونین کا شیرازہ بکھرا ہے اس دن سے ہی دنیا میں طاقت کا توازن بگڑ گیا ہے۔ اور آجکل ساری دنیا کا چوکیدار اور پولیس میں کا کردار امریکہ بہادر ادا کررہا ہے۔ جہاں چاہے اور جیسا چاہے اپنے مفادات کیلئے ہر جائز وناجائز طریقہ سے اپنی من مانی کررہا ہے۔ کمیونزم کے "دردناک" انجام کے بعد مغرب اور امریکہ نے ازخود بغیر کسی وجہ اور باعث کے اسلام اور عالم اسلام کو اپنا دشمن سمجھ لیا ہے اور اب تک کئی مسلم ممالک اس کے زیر عتاب آچکے ہیں اور کئی سالوں سے صیہونی ادارہ اقوام متحدہ کو اپنا بغل بچہ بناکر ان ممالک اور معصوم شہریوں کو ناکردہ گناہوں کی غیر انسانی اور غیر اخلاقی سزا دینے پر تلا ہوا ہے۔ عراق اور امریکہ کا موجودہ تنازعہ جوکہ صرف ایک معمولی ذاتی انا کا مسئلہ ہے اور یہ سنجیدہ اور مخلصانہ سفارتی کوششوں سے بھی حل کیا جاسکتا ہے۔ لیکن امریکہ ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت اسرائیل کو خوش کرنےاور یہودیوں کے عزائم کی تکمیل کیلئے اس پر عمل درآمد کررہا ہے۔ دراصل خلیج اور سعودی عرب میں امریکی افواج کے ناقابل تصور ناقابل برداشت اخراجات وتصرفات اور ان ممالک میں ان کے خلاف بڑھتے ہوئے عوامی جذبات کے پیش نظر امریکہ اس تیل کی دولت سے مالامال علاقے کو اپنے ہاتھ سے جانے نہیں دینا چاہتا۔ اس لیے ہی اس علاقے کی عسکری وسیاسی اہمیت کو ظاہر کرنے کیلئے یہ جنگ کو ترجیح دینا چاہتا ہے اور پھر جنگ میں سارا فائدہ امریکہ اور مغرب کو ہی ہوگا۔ جہاں اس کا اسلحہ بکے گا۔ وہاں اس کا بھاری معاوضہ بھی عربوں کے تیل اور دولت سے وصول کریگا۔ اور پھر امریکہ خلیج میں ایک مسلم عرب ملک کے خلاف بندوق بھی مسلمانوں کے کندھے پر رکھ کر چلائیگا۔ اس کے علاوہ اور بھی کئی مفادات و "ترجیحات" امریکہ کی پیش نظر ہونگی جب ہی تو اس نے طبل جنگ بجادیا ہے۔ اور خلیج میں اپنے بحری بیڑے کو تیار رہنے کا حکم دے دیا ہے اور اس کے ساتھ اس نے اپنے بہت بڑے بحری جہاز جارج واشنگٹن کو بھی خلیج بھیج دیا ہے۔ اور اس سے پہلے بھی خلیج میں پہلے سے اس کے کئی جنگی اور لڑاکا جہاز موجود ہیں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ امریکہ کے جاسوسی کرنے والے جہاز قصداً وعمداً عراق کی حدود کی خلاف ورزیاں کررہاہے جوکہ سراسر ظلم اور ناانصافی ہے۔ اور جنگ میں عراق کو جبراً دھکیلنے والی بات ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ جو ملک مسلسل چھ سات سالوں سے زیر عتاب چلا آرہا ہے اور دنیا سے اس کا اقتصادی، معاشی اورسیاسی رابطہ منقطع ہوگیا ہے اور پھر اس کو

کویت پر لشکر کشی کی کافی سزا بھی دی جاچکی ہے ۔اور عراق کی پالیسی میں مثبت تبدیلیاں رونما ہوئی اس تناظر میں چاہیئے تو یہ تھا کہ ایسے حالات میں ان مظلوم عوام کی داد رسی کیجاتی ۔ دوبارہ ان کو بارود و آہن میں دھکیلنا کہاں کا انصاف ہے ؟ ۔ دوسری اہم بات یہ ہے کہ اقوام متحدہ کی قراردوں کی خلاف ورزی کی سزا صرف مسلم ممالک کیلئے ہے یا اسرائیل ، بوسنیا کے سربوں ، بھارت اور دوسرے ممالک جوکہ اقوام متحدہ اور اس کی قراردادوں کو خاطر میں نہیں لاتے ۔ان کے لیے بھی یہی قانون ہے ۔ لیکن جہاں تک حقیقت کا تعلق ہے اور امر واقعہ ہے تو امریکہ خود اس کی پشت پناہی کررہا ہے جس کی تازہ ترین مثال گذشتہ دنوں اسرائیل کی عربوں کے علاقے میں بڑھتی ہوئی ناجائز آباد کاری کے خلاف اقوام متحدہ کی قرارداد مذمت کی مخالفت کرنا ہے ۔ اس مسئلہ میں تمام دنیا ایک طرف ہے اور دوسری جانب اسرائیل کی دہشت گردی کی موافقت میں امریکہ اسرائیل کے ساتھ شانہ بشانہ کھڑا ہے ۔ اسی طرح مسلمانوں کے علاقے پر لبنان میں مسلسل اسرائیل کی بمباریاں جاری ہیں ۔ کشمیر میں خون مسلم کے ساتھ ہولی کھیلی جاری ہے ۔ بوسنیا کے مسلمانوں کے زخموں سے اب تک خون رس رہا ہے ۔ سوڈان ،لیبیا ، ایران اور افغانستان کی حالت زار اور ان پر عائد بڑھتی ہوئی اقتصادی وسیاسی پابندیاں ہمارے سامنے ہیں ، اور تمام دنیا میں مسلمانوں کے ساتھ کیسا ناروا سلوک کیا جارہا ہے ؟ جس پر اقوام متحدہ کی خاموشی و بے حسی معنی خیز ہے اور اگر اس نے ان کے حق میں چند قراردادیں منظور بھی کی ہیں تو کیا اس پر عمل درآمد کیلئے امریکہ نے کبھی اتنا زور دیا ہے جتنا کہ عراق اور عالم اسلام کے خلاف یہ سینہ سپر ہوکر میدان میں نکلا ہے اور اپنے ساتھ دوسرے مغربی اتحادی ممالک کو بھی اس کی ترغیب دے رہا ہے ۔ اگر امریکہ کو اس بار بھی بروقت تنبیہ نہ دی گئی اور اس کو اس جنگ کی حماقت سے نہیں روکا گیا تو حالات اور وقعات کے تناظر میں یہ ایک تیسری جنگ عظیم کا پیش خیمہ ثابت ہوسکتی ہے ۔ لیکن یہاں پر افسوس ناک امر یہ ہے کہ تمام عالم اسلام اپنی براور کشی کے اس عمل میں ان قوتوں کا برابر کا شریک رہا ہے ۔ تاہم (اب تک آمدہ اطلاعات کے مطابق) اس بار یہ انتہائی خوش آئند بات ہے کہ سعودی عرب ، کویت ، ترکی اور عمان نے اعراق کے خلاف جنگ کی صورت میں اپنے اڈے امریکہ کے استعمال میں لانے کی اجازت نہ دینے کا اعلان کیا ہے جوکہ انتہائی باعث مسرت اور دانش مندانہ اقدام ہے ۔ اور اس کے ساتھ ساتھ امریکہ کو اپنے اتحادیوں کی مخالفت کا بھی سامنا ہے ۔ اس سلسلہ میں فرانس ، روس ، چین نے پہلے ہی امریکہ کو متنبہ کیا ہے اور اس طرح دنیا بھر کے کروڑوں انسانوں نے بھی امریکہ کے اس ممکنہ اقدام کی مذمت ومخالفت کررہے ہیں ۔ امریکہ کو چاہئیے کہ اپنے طاقت کے غرور و گھمنڈ میں اتنا آگے نہ بڑھے کہ اس کے لیے پھر واپسی کا کوئی راستہ نہ رہے ۔ اس کے سامنے ابھی تازہ ہی

بات روس کی شکست و ریخت کی ہے۔ پھر سیاسی حیثیت سے بھی دنیا کا ایک عظیم حصہ مسلمانوں کا ہے وہ بھی مسلسل اسلام اور عالم اسلام کے خلاف امریکہ کی ناپسندیدہ پالیسیوں کی وجہ سے ان میں جذبہ نفرت بڑھ رہا ہے۔ اور اب کے دفعہ امریکہ کے لیے ۱۹۹۰ء جیسے حالات بھی نہیں رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں امریکہ کی یہودن وزیرخارجہ مسز میڈلین البرائٹ (جوکہ ورلڈ جیوش کانگریس کی باضابطہ ممبر ہے۔ اوراس کے والد مشہورو معروف سفارتکار تھے۔اور اس نےاقوام متحدہ میں امریکہ کی سفیر کی حیثیت سے مسلم ممالک اور خصوصاً عراق پر عائد پابندیوں کی کوشش کی ہے اور مسلم دشمنی کا کوئی موقعہ ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔اور امریکہ کی تاریخ میں یہ پہلی خاتون وزیرخارجہ ہیں جن کو یہودیوں نے امریکی صدر کے عہدے کے بعد اس عظیم منصب پر فائز کیا ہے۔ تاکہ اپنے مکروہ اعزائم کی تکمیل امریکہ کی وزیرخارجہ کی حیثیت سے بہتر انداز میں کرسکیں) کے بغیر کسی پروگرام کے خلیجی ممالک کا دورہ اور مسلم ممالک کو رام کرنے کی کوششوں سے معلوم ہوتا ہے اور پھر صدر کلنٹن کے دنیا بھر کے عالمی رہنماؤں کے ساتھ فون پر رابطے بھی اس بات کے غماز ہیں کہ اب کے بار اس کیلئے بغیر کسی بڑے سبب اور .بحران کے عراق پر لشکر کشی اور فوجی یلغار آسان نہیں۔ اب کے صدر صدام کا روایہ بھی محتاط اور سنجیدہ ہے اس لیے ہی اس نے امریکہ کے ناپسندیدہ اور مشکوک معائینہ کاروں کو اپنے ملک میں اقوام متحدہ کے اصرار پر واپس بلا لیا ہے لیکن صدر کلنٹن کو یہ منظور نہیں اور اب وہ ایک نیا بہانہ تلاش کر کے صدر صدام کے محل کو بھی" فتح" کرنا چاہتا ہے۔ جس کی عراقی غیور اور باہمیت عوام قطعاً اجازت نہیں دیتے۔ اور اس بار اکثر اسلامی ممالک نے عراق کو مظلوم قرار دیا ہے جو کہ سیاسی لحاظ سے عراق کی فتح اور مسلم اتحاد کے لیے ایک اہم پیش رفت و علامت ہے۔ (خدا کرے کہ ایسا ہی ہو) اس سلسلہ میں اسلامی سربراہی کانفرنس منعقدہ تہران نے بھی ایک اچھا کردار ادا کیا ہے اور نہایت ہی مناسب اور بروقت اقدام ہے۔ کہ امریکہ کے ناچاہنے کے باوجود مسلمانوں نے یکجہتی اور اتحاد کا مظاہرہ کیا ہے۔ او آئی سی کو چاہیئے کہ وہ خصوصاً عراق، افغانستان اور کشمیر پر زیادہ توجہ دے۔ ہم پاکستان کی حکومت، سعودی عرب کے فرمانرواؤں اور عالم اسلام کے دیگر زعماء سے یہ توقع رکھتے ہیں کہ حالات کی نزاکت کا احساس کرتے ہوئے سفارتی کوششوں کو تیز کریں۔ اور امریکہ کو اس ڈھٹائی اور ظلم سے باز رکھنے کی پوری کوشش کریں۔

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کیلئے   نیل کے ساحل سے لیکر تابخاک کاشغر